Tarjihaat
جولائی ۔اگست ۔ ستمبر ۲۰۲۶
Volume: VII July, Agust. Sept 2026
Issue: VII,VIII,IX
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

کامران نبی

اسلوبیاتی مطالعے کی جہتیں اور انتظار حسین کے ناول (اطلاقی مثالیں)

تلخیص

یہ مقالہ ''اسلوبیاتی مطالعے کی جہتیں اور انتظار حسین کے ناول: اطلاقی مثالیں'' کے عنوان سے انتظار حسین کے منتخب ناولوں(بستی اور آگے سمندر ہے)کا جدید اسلوبیاتی نظریات کی روشنی میں تجزیہ پیش کرتا ہے۔ تحقیق کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ انتظار حسین نے اپنے فکری اور جمالیاتی تجربے کو لسانی و اسلوبی وسائل کے ذریعے کس طرح مؤثر بنایا ہے۔ مقالے میں Foregroundingپیش منظریت کو بنیادی تصور کے طور پر اختیار کرتے ہوئے Deviation from Linguistic Normsلسانی ضابطوں سے انحراف Structural Parallelismساختی متوازیت Chiasmusعکسِ متوازیت، تکرار، زبان کا کھلا استعمال، علامت نگاری، استعاراتی اسلوب، بیانیہ تکنیک اور لفظی انتخاب کا اطلاقی مطالعہ کیا گیا ہے۔ یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ اسلوبیاتی جہتوں کے عملی اطلاق سے انتظار حسین کے ناولوں کی فنی ساخت، معنوی تہہ داری اور انفرادی اسلوب کو زیادہ مؤثر انداز میں سمجھا جاسکتا ہے۔ اس طرح یہ مقالہ اردو ناول پر اطلاقی اسلوبیات کے امکانات کو بھی نمایاں کرتا ہے اور انتظار حسین کے فن کے نئے تنقیدی زاویوں کو سامنے لاتا ہے۔

کلیدی الفاظ: اسلوبیات، ساختی متوازیت، عکس متوازیت، لسانی ضابطوں سے انحراف، تکرار، مرکبات، پیش منظریت۔

بیسویں صدی میں جہاں سیاسی، سماجی، اقتصادی اور معاشرتی سطح پر نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئی۔ وہی زبان و ادب بھی مختلف النوع تغیّر و تبدل سے گزرا۔ روسی ہیئت پسندی اور نئی تنقید دونوں نے زبان کے تعلق سے نئی دریافتیں سامنے لانے میں کلیدی رول ادا کیا۔ جس کے نتیجے میں نقادوں نے زبان و ادب کے خارجی (extrinsic) پہلوؤں کے بجائے داخلی (intrinsic)پہلوؤں کی جانب رخ کرکے فن پاروں کی معنوی پرتیں کھولنے کی سعی کی۔ مارکسی ،تاثراتی، جمالیاتی نقد و نظر کسی حد تک معروضیت کا دامن چھوڑ کر موضوعیت کا شکار ہوتے گئے، جس کی ایک وجہ نقاد کا تخلیق سے ذاتی میلان ہو سکتا ہے۔ نقاد عموماً اپنی توجہ تخلیق کے موضوع اور قاری پر اس کے اثرات تک ہی محدود رکھتا تھا جبکہ اسلوب پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاتی

تھی۔اگردی بھی جاتی، تووہ سرسری نوعیت کی ہوتی تھی اور اسی بناپر اقداری فیصلے صادر کئے جاتے تھے اگر گہرائی سے دیکھا جائے تو مصنف کی فکر جس قدر اہمیت رکھتی ہے،اسی طرح اس کا اسلوب بھی کچھ کم اہم نہیں ہوتا۔اس سے پہلو تہی برتنا صریح گمراہی ہے۔دراصل اسی اسلوب کے پیچ وخم کو سائنسی انداز سے جانچنے اور پرکھنے کو اسلوبیاتی تنقید یا اسلوبیاتی مطالعہ کہتے ہیں۔اسلوبیات پر براہ راست بحث کرنے سے پہلے "اسلوب" کی تعبیر و تشریح کرنا لازمی بنتا ہے۔جس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے شمس الرحمٰن فاروقی لکھتے ہیں:

> ’’ موضوعات کسی کی ملکیت نہیں ہوتے ہمیں کسی مصنف کی انفرادیت کو جاننے کے لئے پایان کار اس کے اسلوب کا ہی سہارا لیناپڑتا ہے‘‘۔1

جب کوئی تخلیق کار اپنے خیالات کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنے کی سعی کرتا ہے، تو وہ اس مقصد کے لیے متنوّع لسانی اور فنی وسائل مثلاًالفاظ، جملوں کی ساخت، محاورات، ضرب الامثال، استعاراتی نظام اور علامتی پیکر کو بروئے کار لاتا ہے، اور یہی عناصر باہم مل کر اس کے ’’اسلوب‘‘ کی تشکیل کرتے ہیں۔اظہار کا یہ عمل ہر مصنف کے یہاں ایک منفرد صورت اختیار کرتا ہے، جس کے نتیجے میں اسالیب کی رنگارنگی سامنے آتی ہے یوں متبادل اظہارات (Alternative Expressions) کے درمیان جو لسانی تفاوت پیدا ہوتا ہے، اسے بھی اسلوب ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اسی بناپر اسلوب کو عموماً شخصیت کا آئینہ دار قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ Buffon کے معروف قول ’’Style is the man himself‘‘ سے ظاہر ہوتا ہے۔گویا مصنف جب اپنے خیالات کے اظہار کے لیے الفاظ کا انتخاب کرتا ہے اور انہیں برمحل، بامعنی اور موزوں انداز میں استعمال کرتا ہے تو یہی طرزِ ادا اس کی شناخت بن جاتا ہے اور اسی کو اس کا منفرد اسلوب کہا جاتا ہے۔اسی تصور کو Jonathan Swift نے ’’Proper words in proper places‘‘ کے مختصر مگر جامع جملے میں بیان کیا ہے، جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اسلوب کا جوہر محض الفاظ کے انتخاب میں نہیں بلکہ ان کے مناسب اور بامحل استعمال میں مضمر ہے۔

اسلوب کی اصطلاح کے ضمن میں نصیر احمد خان لکھتے ہیں:

> ’’اسلوب انگریزی لفظ ’’اسٹائل‘‘ کا مترادف ہے۔جس سے مراد ایک ایسی طرزِ تحریر ہے جو ہر اعتبار سے منفرد ہو، جو ادیب یا شاعر کی شخصیت کی مظہر ہو، جو خارجی لسانی پہلوؤں کے علاوہ فن کار کے اندازِ بیان، اندازِ فکر اور اندازِ تخلیق کی نمائندگی کرے۔‘‘2

جب کوئی نقاد کسی ادبی متن کے اسلوب کا منظم مطالعہ کرنے کے لیے لسانیات کی مختلف شاخوں صوتیات، صرفیات، نحویات اور معنیات سے استفادہ کرتا ہے تو یہ طرزِ مطالعہ بھی ’’اسلوبیاتی تنقید‘‘ یا ’’اسلوبیاتی مطالعہ‘‘ کے ذیل میں آتا ہے۔

Tarjihaat جولائی ۔اگست ۔ستمبر ۲۰۲۶
Volume: VII July, Agust. Sept 2026
Issue: VII,VIII,IX
ترجیحات
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal
WORLD URDU RESEARCH & PUBLICATION CENTRE
WURNP

اسلوبیاتی تنقید دراصل اپنی نظری اور عملی اساس لسانیات سے اخذ کرتی ہے اور متن کو ایک مربوط لسانی کل کی حیثیت سے برتتی ہے، جہاں زبان کی مختلف سطحوں کا سائنسی و معروضی تجزیہ کیا جاتا ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی لسانیات نے ایک خود مختار اور مؤثر علمی شعبے کی حیثیت اختیار کی، خصوصاً Ferdinand de Saussure کے نظریات اور ان کی معروف تصنیف Course in General Linguistics نے زبان وادب کے مطالعے میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا کی۔ زبان کے بارے میں نئی جہات اور تصورات سامنے آئے جنہوں نے نہ صرف ادبیات بلکہ سماجیات اور بشریات کے مطالعات کو بھی گہرے طور پر متاثر کیا، اور یوں لسانیات کی طرف علمی رجحان میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ لسانیات کو زبان کے سائنسی مطالعے سے تعبیر کیا جاتا ہے اور چونکہ زبان ہی اس کا موضوعِ مطالعہ ہے، نیز یہی زبان ادبی تخلیق کا بنیادی وسیلہ بھی ہے، اس لیے اسلوبیات میں ادبی متن کو لسانی تناظر میں پرکھا جاتا ہے۔ اس عمل میں ادبی زبان کا تجزیہ سائنسی اصولوں کے تحت کیا جاتا ہے، جس کے نتائج زیادہ تر معروضی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ نتیجتاً ادب اور لسانیات کے درمیان ایک ناگزیر اور باہمی رشتہ قائم ہو جاتا ہے، جسے بجا طور پر چولی دامن کا ساتھ کہا جا سکتا ہے۔

اسلوبیات کے تعلق سے مرزا خلیل احمد بیگ لکھتے ہیں:

> ”اسلوبیات دراصل ادب کے لسانیاتی مطالعے کا نام ہے۔ جس میں ادبی فن پارے کا مطالعہ و تجزیہ لسانیات کی روشنی میں اس کی مختلف سطحوں پر کیا جاتا ہے اور ہر سطح پر فن پارے کے اسلوب کے خصائص (style features) کا پتا لگایا جاتا ہے، لہٰذا اسلوبیات صحیح معنی میں مطالعہ اسلوب ہے۔ چوں کہ اس مطالعے کی بنیاد لسانیات پر قائم ہے اس لئے اسے، لسانیاتی مطالعہ ادب بھی کہتے ہیں۔ اسلوبیات کا براہِ راست تعلق لسانیات سے ہے جو زبان کے سائنسی مطالعے کا نام ہے۔ کسی ادیب کے اسلوب یا کسی ادبی فن پارے کے اسلوبیاتی مطالعے میں لسانیات سے بہت مدد لی جاتی ہے 3“

اسلوبیات توضیحی لسانیات (descriptive linguistics) کی ایک شاخ ہے۔ جس میں زبانوں کے تاریخی مطالعے (dichronic analysis) کے علی الرغم یک زمانی مطالعہ (synchronic analysis) پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔ توضیحی مطالعے میں موجودہ زبان کی جو ساخت structure ہے اس کو جب ہم دیکھتے ہیں جیسا پاتے ہیں ویسے ہی مطالعہ کرتے ہیں۔ ادب میں جس زبان کا استعمال ہوتا ہے وہ شعوری تخلیقی اور فنکارانہ یعنی Deautomized ہوتی ہے۔ شاعر یا مصنف اپنے احساسات، خیالات، مشاہدات، جذبات کو بیان کرنے کے لئے زبان کا طرح طرح سے استعمال کرتا

ہے، بعض اوقات اپنا خیال قاری تک پہچانے کے لئے زبان کی توڑ پھوڑ تراش خراش، کانٹ چھانٹ اور معمول سے انحراف کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا جس کی وجہ سے زبان میں ندرت، انوکھا پن تنوع اور مختلف طرح کی تبدیلیاں واقع ہوتی ہے۔ یہ زبان کے ساتھ کی جانے والی توڑ پھوڑ تراش خراش کئی صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے جیسے کہ لسانی ضابطوں سے انحراف Deviation from linguistic norms کی صورت میں، پیش منظریت foregrounding ایسے انسلاکات لانا جہاں معنیاتی عدم مطابقت ہو semantic incompatibility صرفی و نحوی قواعدی انحراف، انتخابی پابندیوں کی خلاف ورزی selectional restrictions نیز مختلف آوازوں، الفاظوں جملوں کا انوکھا اور اختراعی استعمال لسانی نمونہ بندی verbal patterning یہ تمام تخلیقی تصرفات تخلیق کار کے تشکیل اسلوب کی تخلیق میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں اور مجموعی طور پر مصنف کی اسلوبی خصائص قرار پاتے ہیں۔ ان عناصر کا پتا لگانا اسلوبیاتی تنقید کا کام ہے۔ اسلوبیات میں تنقید کم اور وضاحت زیادہ ہوتی ہے اسلوبیات کا کام محض یہ نہیں اسلوب کیسا ہے بلکہ ان تمام فنی خصائص کا تذکرہ کر کے متن سے اسکی مثالیں دی جاتی ہیں اور انہیں واضح کیا جاتا ہے۔ اسلوبیاتی مطالعے میں جب اسلوب کا معروضی مطالعہ کیا جاتا ہے تو دیگر علوم کے لیے میدان کھلا چھوڑا جاتا ہے۔ بنسبت نئ تنقید کے جہاں پر ورائے متن کوئی شئے موضوع بحث نہیں۔

اسلوبیاتی تنقید کے سوتے ساختیات سے بھی ملتے ہیں جس کا بھی بنیادی سروکار متن ہی ہے۔ اسلوبیاتی مطالعے میں ان آوازوں کو زیر بحث لایا جاتا ہے جو قاری کو اپنی جانب توجہ مرکوز کراتے ہیں۔ جن میں انفی آوازیں، حلوقی آوازیں، صفیری آوازیں، غشائی آوازیں، معکوسی آوازیں، ہکاری آوازیں، مصوتے اور مصمتے کا آہنگ وغیرہ کو موضوع بحث بناتا ہے اسی طرح لفظیات کو کھنگالا جاتا ہے جن سے متن بُنا گیا ہو چاہے وہ اسماء، افعال، مرکبات، مترادفات، متضاد کی صورت میں ہو اسی طرح نحویات کے ضمن میں جملوں کی ساخت، جملوں میں الفاظوں کا دروبست، الفاظوں کی موزوں ترتیب وغیرہ سے بحث کرنا نیز متن کی آرائش وزیبائش اور معنوی گہرائی عطا کرنے میں تشبیہات، استعارات، علامات کنایہ، امیجری، تمثیل علامات، اور متبادل اظہارات کے درمیان فرق یہ تمام چیزیں مل کر اسلوبیات کے لئے matter of discussion یعنی موضوع بحث ہے۔

اردو ناول نگاری کی تاریخ ڈیڑھ سو سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔ اس تمام عرصے میں کئی ناول نگار سامنے آئے جنھوں نے اردو ناول نگاری کی صنف میں طبع آزمائی کی۔ جدیدیت کا دور دورہ چلا تو ایسے ادباء سامنے آئے جنھوں نے ترقی پسندی کے شورو غوغا سے الگ ہو کر انسان کے ذاتی کرب، داخلی ہیجان، اور روایت سے جڑ کٹنے کا نوحہ کیا۔ ان میں سرفہرست انتظار حسین ہے، موصوف نے نہ صرف جدیدیت کے مغز کو آگے بڑھایا بلکہ اپنا ایک منفرد اسلوب اختیار کیا جو خالص انکا اپنا ہے اور ان کے نام

سے موسوم ہے جسے داستانوی،اساطیری،ہندو دیومالائی،اسلامی اور تمثیلی اسلوب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ان کا تخلیقی تجربہ ان کے منفرد اسلوب میں ڈھل کر ان کی ادبی دنیا میں منفرد شناخت عطا کرتا ہے۔گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں:۔

> ''انتظار حسین اس عہد کے اہم ترین افسانہ نگاروں میں سے ہیں۔اپنے پر تاثیر تمثیلی اسلوب کے ذریعے انھوں نے اردو افسانے کو نئے فنی اور معنیاتی امکانات سے آشنا کرایا ہے،اور اردو افسانے کا رشتہ بیک وقت،داستان ،حکایت،مذہبی روایتوں،قدیم اساطیر اور دیومالا سے ملا دیا ہے۔4''

جہاں تک ان کے ناولوں میں اسلوبیاتی خصائص (stylistic features) کی نشاندہی ہوئی وہ ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں:

تکرار(Repetition):

تکرار سے مراد بار بار آنے کے ہیں کسی بھی تحریر میں جب کوئی جملہ ،لفظ،کوئی فقرہ،کوئی محاورہ،کوئی حرف بار بار آئے اور توجہ کا مرکز بنے تو اسے تکرار کہتے ہیں۔متن میں تکرار وقوع پذیر ہونے سے کردار کی ذہنی کیفیت کی جانب توجہ مبذول ہوتی ہے۔انبساط کی کیفیت ہو یا شدید مایوسی، غم والم سے چور ہو یا جذبات کا ابھار اس کا اظہار متن میں تکرار کے ذریعے کیا جاسکتا ہے نیز کرداروں کے افعال اور ان کے عادات واطوار ،جسمانی کیفیات فاعل اور مفعول کے درمیان رشتہ اسی تکرار سے قاری تخلیق کی مراد تک پہنچنے میں کماحقہ ہو کامیاب ہوتا ہے نیز تخلیق کار کے لب ولہجہ سے بھی مانوسیت ہوتی ہے ۔مثال کے طور پر مندرجہ ذیل جملے دیکھیے

کیا کہا وہ،وہ مر گیا؟
ہاں۔
نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔وہ مجھے کیسے چھوڑ سکتا ہے۔
یہ محض جھوٹ ہے ، جھوٹ ہے، جھوٹ۔

مندرجہ بالا جملوں میں لفظوں کی تکرار سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مصنف شدید غم واضطراب کی شکایت کر رہا ہے ۔جس کی وجہ سے اسلوب میں کئی الفاظوں کی تکرار دیکھنے کو ملتی ہے۔

لفظی تکرار انتظار حسین کے یہاں بھی ایک اسلوبی وصف یا جسے ہم فنی حربہ کہہ سکتے ہیں۔موصوف کرداروں کے داخلی پیچ وخم،اضطراب،نفسیاتی کیفیات اور اسکے ساتھ ساتھ متن میں معنوی گہرائی جاذبیت اور اپنے جذبات کا مظاہرہ تکرار کے ذریعے

کرتے ہیں۔انتظار حسین کے ناول بستی اور آگے سمندر ہے میں یک لفظی تکرار،ذو لفظی تکرار، قافیائی تکرار، ترادفی تکرار،اسماء کی تکرار،افعال کی تکرار،ابتدا سے انتہا تک دونوں ناولوں میں دیکھی جاسکتی ہے مندرجہ ذیل میں چند مثالیں پیش ہے۔ملاحظہ ہو:

1)یک لفظی تکرار(one word repetition)

''مولانا،اللہ تعالی نے زمین کو کیسے پیدا کیا؟

تھوڑا تامل ،پھر جواب ،سوال کیا جابر بن عبداللہ انصاری نے کہ قربان ہوں ہمارے ماں باپ حضوڑ پر سے زمیں کو اللہ تبارک و تعالی نے کس شے سے ترکیب دیا۔فرمایا سمندر کے پھینے سے ۔پوچھا سمندر کا پھینا کس چیز سے بنایا؟فرمایا؟موج سے۔پوچھا،موج کس چیز سے نکلی؟فرمایا،پانی سے پوچھا،پانی کہاں سے نکلا؟فرمایا،دانہ مروارید سے پوچھا،دانہ مروارید کہاں سے نکلا؟فرمایا تاریکی سے۔تب کہا جابر بن عبداللہ انصاری نے صدقت یارسول اللہ ﷺ۔5

2)ذولفظی تکرار(Two word Repetition)

''بندر نہ جانے کس کس بستی سے کس کس جنگل سے چل کر آئے تھے۔ایک قافلہ دوسرا قافلہ قافلہ کے بعد قافلہ قافلہ ایک منڈیر سے دوسری منڈیر پر دوسری منڈیر سے تیسری منڈیر پر۔بھرے آنگنوں میں لپک جھپک اترنا،چیزوں کو اچک یہ جا وہ جا۔۔۔6''

''۔۔۔اندر سے میٹھی سی آواز آئی۔دھیرے دھیرے۔پہلے وہ ٹھٹکا،پھر وہ حیران ہوا۔خیر ہمت کرکے تنے کو آہستہ آہستہ کاٹنا شروع کیا۔اندر سے آواز آتی رہی دھیرے دھیرے۔۔۔ 7''

3۔فقرہ تکرار(Pharasal Repetition):

''یار وہ سفید باولوں والا آدمی۔'' اس نے سرگوشی میں کہا کہ وہ سفید بالوں والا آدمی ابھی ابھی دروازہ کھول کر داخل ہوا تھا اور سیدھا ان کی طرف آرہا تھا۔8

میاں ہم شکار پور کے ہیں۔بلند شہر ضلع میں یہ مشہور سیدوں کی بستی تھی۔''سیدوں کی بستی'' سیدانی چچی نے مخاطب ہوکر کہا۔9

5)اسماء کی تکرار(Repetition of Noun)

بی اماں۔ہابیل قابیل کا بھائی تھا؟

ہاں بیٹے ہابیل قابیل کا بھائی تھا۔
پھر ہابیل نے قابیل کو قتل کیوں کیا؟
ڈھوبا خون جو سفید ہو گیا تھا10ؔ

۔۔۔اس روز عطااللہ غازی کراچی شہر میں نظر آیے گا۔۔غازی صاحب قبلہ۔مجو بھائی نے ٹکڑا لگایا۔پروگرام کچھ لمبا نہیں۔غازی صاحب نے شعلہ بار نظروں سے مجو بھائی کو دیکھا۔۔۔11ؔ

6)انفعالی تکرار(verbal Repetition)

''تو پھر جلدی ناشتہ کرو اور جاؤ۔یہ کہتے کہتے پھر اخبار میں منہمک ہوگئے۔اس کی آنکھ آج بے شک دیر سے کھلی تھی،پھر بھی اسے کوئی عجلت نہیں تھی۔اطمنان سے نہایا دھویا،اب اطمنان سے ناشتہ کر رہا تھا۔۔۔۔۔12ؔ

یااللہ اس ایک شہر میں کتنے شہر اکٹھے ہوگئے ہیں۔جیسے یہ شہر نہ ہوا سمندر ہو گیا کہ برصغیر کی ہر ندی ہر نالہ بہتا شور مچاتا آیا اور اس میں آن ملا۔مگر ندیاں تو سمندر میں مل کر اسی میں رل مل جاتی ہیں۔13ؔ

کوڈمکسنگ(code mixing)

انتظار حسین چونکہ انگریزی،ہندی،اردو پر بیک وقت مہارت رکھتے تھے۔اس لیے ان کے اسلوب کی ایک یہ بھی خصوصیت شمار کی جاتی ہے کہ وہ موقع و محل کے اعتبار سے اردو سے انگریزی میں switch کرتے ہیں یا بعض اوقات اردو سے ہندی کی جانب۔کوڈمکسنگ کا ایک فائدہ یہ ہے کہ متن میں دیگر زبانوں کے ایسے فقرے،جملے الفاظ آتے ہیں جس سے متن کی عصری معنویت contemporary relevance بڑھتی ہے کیونکہ عصر حاضر میں انگریزی زبان کے الفاظ ہمارے روزمرہ کے معمول کا حصہ بنے ہیں لہذا انتظار حسین نے بھی سیاق وسباق کے اعتبار سے کبھی انگریزی،کبھی ہندی،کبھی سنسکرت اور کبھی عربی زبان کے جملے،الفاظ و محاورات کو استعمال میں لایا ہے جسے ان کی اسلوبی خصوصیت کہا جاسکتا ہے۔

Tarjihaat
Volume: VII July, Agust. Sept 2026
Issue: VII,VIII,IX
جولائی۔اگست۔ستمبر ۲۰۲۶
ترجیحات
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal
WORLD URDU RESEARCH & PUBLICATION CENTRE
WURNP

اس ضمن میں متون سے چند مثالیں ملاحظہ ہو:

تمھیں پتا ہے میں انٹی امریکن ہوں۔ سکالر شپ کی آخر ہوئی تھی۔ مگر میں نےReject کردی ۔"14۔

تم نے میرے پیچھے کوئی محبت کا تجربہ تو نہیں کر ڈالا۔۔ کیا تو نہیں، کرنا چاہتا ہوں۔ جھوٹ مت بولو۔ تمہارا Behaviour بتا رہا ہے کہ تم نے یہ تجربہ کر ڈالا ہے۔۔۔ دوسرا تجربہ کر ڈالو کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔۔۔ میں overage نہیں ہو گیا ہوں؟ نان سنس ادھر تو عشق و محبت کا اصلی پریڈ چالیس کے بعد ہی شروع ہوتا ہے۔15۔

استفہامیہ اندازبیان(Question Formation)

انتظار حسین نے استفامیہ انداز بیان کو ایک اہم بیانیاتی تکنیک کے طور پر برتا ہے۔ سوال و جواب کا اسلوب متن میں اختیار کرنا ایک تو قاری کے تجسس کو بڑھاتا ہے، وہی دوسری جانب متن کی بُنت texture میں کلیدی رول نبھاتا ہے ۔استفامیہ انداز بیان کی تکنیک کے ذریعے مصنف ان معلومات سے پردہ اُٹھاتا ہے جن کے ذریعے بعض اوقات سادہ بیانیہ ممکن نہیں ہوتا۔انتظار حسین نے ناولوں میں جگہ جگہ پر مابعد الطبعیاتی موضوعات، فلسفیانہ مباحث، وجود، شخصی تشخص، شناختی بحران اور دیگر مسائل کو برتنے کے لئے استفامیہ انداز بیان کا سہارا لیا ہے۔ پیش خدمت ہے متون سے چند مثالیں۔

مولانا قیامت کب آئے گی؟ جب مچھر مر جائے گا اور گائے بے خوف ہو جائے گی۔ مچھر کب مرے گا اور گائے کب بے خوف ہو گی؟ جب سورج مغرب سے نکلے گا۔ سورج مغرب سے کب نکلے گا؟ جب مرغی بانگ دے گی اور مرغا گونگا ہو جائے گا۔ مرغی کب بانگ دے گی اور مرغا کب گونگا ہو گا؟ جب حاکم ظالم ہو جائیں گے اور رعایا خاک چاٹے گی۔16۔

ارے تم کب آئے۔ کیسے پہنچے۔ کونسی سپیشل سے؟ حملہ تو نہیں ہوا تھا۔۔۔ اچھا یہ بتاؤ، کیا کر رہے ہو۔؟" مصباح نے پوچھا۔ فی الحال کچھ نہیں۔ کہاں رہتے ہو؟ کہی بھی نہیں۔۔ کیا؟ ہاں، بے ٹھکانہ ہوں۔17۔

تلمیح:

یہ ایک شعری صنعت ہے۔ جسے نثر میں بھی برتا جاتا ہے تخلیق کار نثر یا شعر میں کسی تاریخی واقعے قرآنی قصے کی طرف مختصر الفاظوں اور جملوں کے ذریعے اشارہ کرنا کہ پورا واقعہ قاری کے ذہن میں آئے تلمیح کہلاتا ہے۔ شاعر یا نثر نگار پورا بیان

Tarjihaat جولائی ۔اگست ۔ستمبر ۲۰۲۶
Volume: VII July, Agust. Sept 2026
Issue: VII,VIII,IX
ترجیحات
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal
WORLD URDU RESEARCH & PUBLICATION CENTRE WURNP

کرنے سے احتراز کرتا ہے اور صرف اس واقعے کی جانب اشارہ کرتا ہے اور قاری اپنی علمی بساط کے لحاظ سے تلمیح تک پہنچنے میں کامیاب ہوتا ہے انتظار حسین نے بھی اس صنعت کو ناولوں میں استعمال کیا ہے۔ پیش ہے اس ضمن میں متون سے چند مثالیں:

''کھٹ بڑھیا اُڑتے اُڑتے اونچے نیم پر اترتی تو دکھائی دیتا کہ وہ ملک صبا کے محل میں خط چھوڑ کے آ رہی ہے اور حضرت سلیمان کے قلعے کی طرف جا رہی ہے اور جب گلہری منڈیر پر دوڑتے دوڑتے اچانک دُم پر کھڑی ہو کے چک چک کرتی تو وہ اسے تکنے لگتا اور حیرت سے سوچتا کہ اس کی پیٹھ پر پڑی یہ کالی دھاریاں رام چندر جی کی انگلیوں کے نشان ہیں اور ہاتھی تو حیرت کا ایک جہان تھا۔ 18''

یہ سرا را ابولہبی ہے۔ مجھے تین سو تیرہ دیوانوں کی تلاش ہے۔ جو آج کے ابوجہلوں اور ابولہبوں سے مقابلہ کر سکیں۔۔۔19

خط اور ڈائری کی تکنیک:

جن ناولوں میں خط اور ڈائری کی ٹکنیک استعمال کی جاتی ہے انہیں انگریزی میں Epistolary Novel کہا جاتا ہے۔ جدید دور میں جن ناولوں میں کہانی کار کہانی میں ای۔ میل مسیج، یا دیگر الکٹرانک ذرایعہ سے پیغام بیجھتا ہے ان تمام ناول کو Epistolary Novel کے ذیل میں رکھا جاتا ہے۔ لیکن قبول عام میں اسی ناول کو Epistolary Novel کہا جاتا ہے جس میں خط کی تکنیک کا استعمال کیا گیا ہو۔ ناول میں خط کی تکنیک استعمال کرنے کی غرض وغائت یہ ہوتی ہے تاکہ وہ کردار کی کیفیات کو بالاستعاب پیش کر سکے کرداروں کی نفسیاتی کیفیات ان کی اضطرابی حالات کو پیش کرنے میں خط کی تکنیک کا استعمال کرنا ایک موثر طریقہ ہے، جس سے لکھاری کی حالات اُس کی افتادِ طبع چیزوں کو دیکھنے کا انداز قاری پر منکشف ہوتا ہے۔ انتظار حسین کی تحریری صلاحیت پختہ تھی جس کا اعتراف ان کے ہم عصروں نے بھی کیا ہے موصوف نے ابلاغ کی ضرورتوں اور تاثر کو قائم رکھنے کے لئے کئی تکنیکوں کا سہارا لیا ہے خط، ڈائری، شعور کی رو، فلیش بیک، فلش فارورڈ وغیرہ اور انہیں موقع و محل کی مناسبت سے برتا ہے جو لگ بھگ ان کے ہر ناول میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ رضی عابدی لکھتے ہیں:۔

''انتظار حسین جب دیکھتے ہیں کہ اب موضوع بہت بوجھل اور ناقابل برداشت ہوتا جا رہا ہے تو وہ پھر منظر سے خود کو ہٹا لیتے ہیں اور مراسلہ نگاری کا سہارا لیتے ہیں۔ گویا ایک طرح سے یہاں سے قصہ گو بدل جاتا ہے اور قصہ پھر نئے انداز سے شروع ہو جاتا ہے۔''20

خط کی تکنیک استعمال کی ہوئی ایک مثال جس میں ہندوستان میں مقیم شدہ کردار صابرہ کی حالات زار کی عکاسی کی گئی ہے۔

''تعزیتی خطوط کے بیچ ہندوستان سے آیا ہوا ایک خط۔ارے یہ تو سریندر کا خط ہے اس نے عجلت سے لفافہ چاک کیا۔ یار ذاکر میں نے اگر تمہاری پتروں کا جواب نہیں دیا تو اس کا کارن یہ ہے کہ میں دیش میں نہیں تھا میں یورپ کے دیشوں میں گھوم پھر رہا تھا لوٹ کے آیا تو تمہارے پتر ملے تمہاری ماں تو صابرہ کی فیملی کی خیریت معلوم کرنے کے لئے بے چین ہوں گی مگر صابرہ کو بھی ان لوگوں کے بارے میں کوئی خیر خبر نہیں مل سکی میں نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نئ دہلی تمہارا سریندر 21؎

ناول آگے سمندر ہے میں خط کی ٹکنیک کی ایک مثال جہاں پر میمونہ ہندوستان سے منن یعنی جواد کو خط لکھتی ہے۔

منن، ارے بھئی سمجھ میں نہیں آرہا کہ تمہیں کیسے مخاطب کروں۔۔ پتہ نہیں مجھے یہ خط لکھنا بھی چاہئے تھا یا نہیں۔ مگر اماں کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔بیتاب ہو کر خط لکھنے بیٹھ گئی اماں کا حال کا پوچھو ہو۔ کمر بستر سے لگ گئی ہے۔ سہارے سے اٹھری بیٹھتی ہیں۔ روتی رہتی ہیں کہ سب پاکستان چلے گئے۔۔۔۔۔۔۔۔ تو منن، ایک پھیرا لگا جاؤ۔ اماں کی حسرت پوری ہو جائے گی۔ ہمارا بھی مان رہ جائے گا۔ ہے نا۔ خوب مزہ رہے گا۔ سچی۔ آرہے ہو نا؟ اچھا لو اللہ نگہبان۔

راقمہ میمونہ 22؎

ڈائیری کی تکنیک:

دوسری تکنیک جو انتظار حسین نے برتی ہے وہ ڈائری کی تکنیک ہے ڈائری اور خط دونوں میں کرداروں کی نفسیاتی کیفیات کو پیش کیا جاتا ہے۔۔۔ لیکن دونوں میں بنیادی فرق یہ ہوتا ہے کہ خطوط ایک ناول میں کئی کرداروں کے ذریعے لکھے جاسکتے ہیں جبکہ ڈائری ایک ہی کردار کے ذریعے تحریر ہوتی ہے۔ نیز ڈائیری میں صیغہ واحد متکلم کا استعمال ہوتا ہے۔ ذاکر ناول بستی کا مرکزی کردار ہے انتظار حسین نے اس سے ڈائری لکھوائی ہے جس میں سماجی و سیاسی حالات کے ساتھ ساتھ اس پر ان حالات و کیفیات کے اثر کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو متن سے یہ اقتباس:

5۔دسمبر:

''جنگ کی راتوں میں اپنی ذہن کو ایک راستے پر لگا کے رکھنے کی ترکیب میں نئے سوٹ لی ہے اور اس پر امور شروع کر دیا ہے یعنی اس وقت جب کہیں جب باہر کہیں دور کتے بھونک رہے ہے میں لحاف میں بیٹھا اور ڈائری لکھ رہا ہوں جھاڑی کی راتیں لمبی ہوتی ہے جنگ کی راتیں ان سے زیادہ لمبی ہوتی ہے کی جھاڑی اور جنگ کے موسم ساتھ ساتھ آئے ہیں واہ سنی اور قیاس کے گھوڑے دوڑانے دورانی میں رات زیادہ ہے رات کیسے گزر جائے گی کرفیو کے وقت سے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔''۔23ے

فلیش بیک تکنیک:

فلیش بیک ایک ایسی تکنیک ہے جس میں ماضے کے دھندلکوں کو پھر سے منور کیا جاتا ہے۔مصنف ناول،ڈراما،افسانہ لکھتے ہوئے حال میں رہ کر ماضی کی جانب رخ کرتا ہے اور ماضی کی یادوں میں غوطہ زن ہو کر بعض اوقات تاسف یا بعض اوقات کیف و سرور کے جذبات سے متلاطم ہوتا ہے۔انتظار حسین نے اس تکنیک کا استعمال عموماً ہر ناول میں کیا ہے۔ناول بستی اور آگے سمندر ہے اس تکنیک کے استعمال سے مبرا نہیں جس میں کئی مقامات ایسے آئے ہیں جہاں پر مرکزی کردار ماضی کی یادوں میں کھو جاتا ہے اور گزرے ہوئے حسین لمحوں کو شعوری طور پر حال میں لا کر از سر نو تجزیہ کرتا ہے اور اس عمل کو فلیش بیک کا نام دیا گیا ۔ملاحظہ ہو متون سے یہ مثالیں:

''ابا جان تحریک خلافت کے زمانے سے ابھی تک باہر نہیں آئے ہیں۔مگر جب وہ یوں سوچ رہا تھا تو اسے لگا کہ جیسے وہ بھی ابا جان کے پیچھے پیچھے گزرے زمانوں میں چلا جا رہا ہے۔کیا تہذیب تھی اس زمانے کی کبھی کوئی اونچی آواز میں بولا تو ابا جان نے فوراً سرزنش کی۔24ے

میں نے ہڑبڑا کر اپنے آپ کو روکا۔یہ میں کہاں نکل گیا۔مجھے جلد ہی خیال آ گیا کہ میں بہک گیا ہوں۔یہ اس وقت کی بات نہیں ہے۔خطرہ تو بہت تھا مگر حملہ نہیں ہوا تھا۔سگریٹ پینے والوں نے ایک مرتبہ نہیں اسی دوران جب سپیشل پیچ جنگل میں رک کر کھڑی ہو گئی تھی اور سب کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے تھا کئی مرتبہ ماچس جلائی تھی اور سگریٹ سلگائی تھی مگر ادھر کوئی گولی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔25ے

شعور کی رو:

شعور کی رو بھی ایک بیانیہ تکنیک ہے، جس کی دریافت ولیم جائمز William james نے principle of pschycology کتاب میں کی تھی۔ جس میں کسی کردار کے ذہنی خیالات منتشر اور بکھرے احوال داخلی خود کلامی کی صورت میں قاری کے سامنے آتے ہیں۔اس تکنیک کا استعمال انتظار حسین کے یہاں بڑی عمدگی سے دیکھا جاسکتا ہے، بالخصوص ناول بستی اور آگے سمندر میں کئی بار انتظار حسین نے مرکزی کردار زاکر کے یہاں اس کیفیت کو پیش کیا ہے جس میں زاکر داخلی خود کلامی کے عالم میں بکھرے ہوئے خیالات کو بہاو کی طرح پیش کرتا ہے۔ متون ملاحظہ ہو۔

میں دریچہ بند کرتا ہوں اور اندھیرے میرے کمرے میں ٹٹولتے ٹٹولتے اپنی پلک پر آلیتا ہوں۔ باہر کچھ بھی نہیں ہے افضل ٹھیک کہتا تھا۔ باہر سب اسی طرح ہے۔ پھر یہ سب کہاں ہوا ہے؟ پھر یہ دھواں سا کہاں سے اٹھتا ہے؟ کہاں؟ میرے اندر سے؟ مگر میں خود کہاں ہوں؟ یہاں یا وہاں؟ وہاں گرے ہوئے شہر میں؟ اور گرا ہوا شہر؟ مگر گرا ہوا شہر تو میں خود ہوں۔ دل ہمارا گویا دلی شہر ہے۔ شہر جب گرتا ہے۔۔۔۔۔۔26

''مسرت اندر سے اہل رہی تھی اور درختوں تک پہنچنے کے لئے بے تاب تھی۔ شاید ادھر سے بھی مسرت کا دھارا نکل رہا تھا اور مجھ تک پہنچ رہا تھا۔ پھر اچانک مجھے خیال آیا اور بس فوراً ہی میں نے قریب کے منظر سے نظریں ہٹا کر دور نظر دوڑائی۔ ''دلکشا'' پہلے تو چلتی گاڑی سے نظر آجایا کرتی تھی اب نظر نہیں آرہی۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ محسوس کیا کہ شور کرتے پہیوں کی رفتار میں اب فرق آگیا ہے۔27

علامت نگاری:

علامت نگاری ایک طرح کی بیانیہ تکنیک ہے۔ جو 1960ء کے بعد اردو ادب میں جدیدیت کے زیر اثر مستحکم ہوئی۔ انتظار حسین کی پہچان تو ان کے علامتی اسلوب کی وجہ سے ہی ہوتی ہے۔ موصوف نے دیومالائی لوک کتھاؤں ،اساطیری قصوں کو بروئے کار لا کر اسلوب کو خاصہ تہ دار اور علامتی بنایا ہے۔ پیش ہے متون سے یہ مثالیں:

''تب وہ مرد فقیر یوں گویا ہوا کہ عزیز داستان اس بستی کی یوں ہے کہ والی اس کا ایک نیک مرد دل نیک انجام تھا دولت دنیا کے سات دولت روحانی سے مالا مال تھا۔ جب اس کا وقت آخر ہونے لگا تو اس نے اپنے فرزندوں کو کہ گنتی میں دو تھے پاس بلا کر باری باری سینے سے لگایا۔ طبیعت اس کی اس

سے ہلکی ہوئی۔ بولا کہ بیٹو! میں نے علم اپنا تم دونوں کے بیچ مساوی تقسیم کیا اور اسے میرے بیٹو! تم میرے بعد میری اس باقی ترکے کو بھی اسی طور پر تقسیم کرنا کہ میں ڈرتا ہوں اس دن سے کہ تم اپنے حق میں زیادہ طلب کرو اور خلق خدا کے لئے عذاب بن جاؤ۔28؎

" ایک وقت کشتیاں جلانے کا ہوتا ہے اور ایک وقت کشتی بنانے کا۔ وہ وقت بہت پیچھے رہ گیا جب ہم سے اگلوں نے ساحل پر اتر کر سمندر کی طرف پشت کر لی تھی اور اپنی ساری کشتیاں جلا ڈالی تھیں اب پھر تا سمندر ہمارے پیچھے نہیں۔ ہمارے سامنے ہے اور ہم نے کوئی کشتی۔۔۔۔۔۔۔۔29؎

مختلف قسم کے مرکبات کا استعمال:

انتظار حسین کے یہاں کئی طرح کے مرکبات (مرکب اضافی، مرکب توصیفی، مرکب عطفی ترادفی مرکبات وغیرہ) کا استعمال بڑی فنی مہارت سے ہوا ہے۔ انہوں نے عربی و فارسی، سنسکرت لفظوں کی آمیزش سے کئی طرح کے مرکبات تشکیل دیے ہیں، جو متن کی معنوی گہرائی میں اضافے کا موجب بنتے ہیں۔ انہوں نے جن مرکبات کا استعمال کیا ہے وہ تہذیبی اور ثقافتی اہمیت رکھتے ہیں۔ شبِ ہجراں، شہرِ آرزو، یادِ ماضی، چشمِ نم، شبِ غم، خیر و شر، ذکر و تذکیر وغیرہ جیسے مرکبات ان کو ایک طرف کلاسیکی دور سے جوڑتے ہیں وہی دوسری جانب ایسے مرکبات ماضی سے بچھڑنے کے غم اور مستقبل کے مضطرب ہونے کی تشویشی علامت ہے۔ متون سے مختلف مرکبات کی مثالیں مندرجہ ذیل ہے:

مرکبات اضافی:

زمیں کو قرار کس سے ہے؟ فرمایا، کوہِ قاف سے پوچھا کوہِ قاف سے گردا گرد کیا ہے؟ فرمایا سات زمینیں30؎

مرکب عطفی:

مگر پھر طاعون نے ہندو مسلم میں امتیاز ختم کر دیا۔31؎

یادوں سے بھرے دل و دماغ کے ساتھ اس نے کچھ سنا کچھ نہ سنا۔32؎

ایک ہی آواز پر ختم ہونے والے مرکبات

شیراز میں اس نے ابھی قدم رکھا ہی تھا اور عرفان سے، جو وہاں پہلے ہی سے بیٹھا ہوا تھا۔علیک سلیک کی ہی تھی کہ سلامت اپنی پلٹن سمیت داخل ہوا۔33

''۔۔نہیں میرا کمرہ الگ تھلگ ہے۔کافی کا انتظام میں اپنے کمرے ہی میں رکھتی ہوں۔''34

ترادفی مرکبات:

بیشک آپ اپنے اطمینان کے لئے دل بھر کے چھان بین کر لیں35

دفتر میں مڈھ بھیڑ کو ملاقات تو نہیں کہا جاسکتا۔36

متضاد مرکبات:

برہنہ بھرے بھرے بازو کمر اور کولہے کا خوشگوار نشیب و فراز ہری بھری گات

--------37

محاوراتی زبان:

انتظار حسین کے اسلوبیاتی خصائص میں ایک عمدہ خصوصیت انکی محاوراتی زبان کا استعمال ہے۔وہ محاوراتی زبان کا استعمال محض زبان دانی کے لئے نہیں کرتے بلکہ متن کی مقامی اور تہذیبی فضا کی بقا قائم رکھنے کے لئے مقامی محاورے استعمال کئے ہیں، تاکہ قاری متن کی فضا کو غیر مقامی یا تصنع کا حامل نہ سمجھے۔ان کی محاواتی زبان سے متن میں روانی، فطری پن جس سے بیانیہ میں بے ساختگی پیدا ہوتی ہے۔ان کی محاوراتی زبان قاری کو اجنبیت کا احساس نہیں دلاتی بلکہ قاری متن کو اپنی زبان تصور کرتے ہوئے متن میں برابر شمولیت کرتا ہے۔اگر دیکھا جائے تو انتظار حسین ان گھروں کا ان طبقات کا محاورہ استعمال کرتے ہیں جن کے تعلق سے کہانی بیان ہو رہی ہے۔چند مثالیں متون سے دیکھئے:

کیا کیا جتن کر کے انہیں شیشے میں اتارا ہے39

جب تنا کٹا تو اے لو اندر سے شہزادی نکلی، چندے آفتاب چندے ماہتاب40

تشبیہات و استعارات کا استعمال:

تشبیہات اور استعارات کا استعمال متن میں معنوی گہرائی، جمالیاتی حسن اور بات کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کرنے میں کار آمد ثابت ہوتے ہیں۔انتظار حسین کے یہاں تشبیہات اور استعارات کی بھر مار ہے۔ہجرت، زخم، ماضی، روح، قبر کو محض سطحی لفظی معنوں میں استعمال نہیں کیا گیا ہے، بلکہ طاقتور استعاراتی نظام کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔جس کے ذریعے وجودی

کرب، تہذیبی شکست وو ریخت کی عکاسی کی گئی ہے۔ بیان کی ادائیگی کے لئے جب بھی تشبیہ کی ضرورت پڑی تو مقامی اور تہذیبی تشبیہات کا استعمال کیا گیا ہے۔ تشبیہات اور استعارات کے ضمن میں چند مثالیں ملاحظہ ہو۔

''سنو'' عرفان نے تشویش بھرے لہجے سے سرگوشی میں کہا اور دونوں پھر گوش برآواز ہو گئے، جیسے دور پر سے کسی انجانی بستی میں گولہ گرا ہو۔اور پھر اتھاہ خاموشی، ایک کوف بھرا سناٹا۔ پورا شہر جیسے سانس روک کے ساکت سا ہو گیا تھا۔ 41

یادوں سے بھرے بھرے دل ودماغ کے ساتھ اس نے کچھ سنا کچھ نہ سنا۔ وہ تو یادوں کے منطقے سے ایسے واپس آیا تھا، جیسے سوتے سوتے، کوئی دفعتاً جاگ اُٹھے مگر نیند اسی طرح آنکھوں میں بھری ہو ۔42

لسانی ضابطوں سے انحراف(deviation form linguistic norms):

زبان کا جو عام دھارا ہوتا ہے اس سے انحراف کرنا لسانی ضابطوں سے انحراف کہلاتا ہے۔ اس وجہ سے زبان میں ندرت ،انوکھا پن جدت پیدا ہوتی ہے اور یہ تبدیلی stylistic point of view سے بہت اہم ہوتی ہے اس تبدیلی کی وجہ سے زبان کی جو شکل نمودار ہوتی ہے وہ نئے اسلوب کی ضامن ہوتی ہے اس سے زبان کے ممکنہ امکانات بروئے کار آتے ہیں۔ انتظار حسین چونکہ صاحب طرز تھے اور اپنا انفرادی اسلوب رکھتے جس کی بنیادی وجہ کئی بار مروجہ لسانی ضابطوں سے انحراف بھی تھا ۔یہ اسلوبی خصوصیت انتظار حسین کے یہاں بدیہی طور نمایاں ہے۔۔۔

۔۔۔۔میرا مطلب ہے کہ لاابالی آدمی ہے۔ وہ کسی سیاست کا پرزہ نہیں ہے۔۔۔۔ 43

۔شعلے آسمان سے باتیں کریں۔۔۔ 44

اب رات بھیگ چکی تھی 45

مجو بھائی، یہ آپ نے اچھا کیا۔ کنوئیں کی پریشانی تو ختم ہوئی۔ مگر مجو بھائی زیادہ عرصے تک سائکل کے ساتھ نباہ نہیں کرسکے 46

علاقائی زبان یا علاقائی گیت:

انتظار حسین کے یہاں علاقائی زبان اور علاقائی گیتوں کا استعمال اسلوب کو نئی رعنائی بخشتا ہے۔ موصوف کی جڑے چونکہ ہندوستان کی مٹی میں گھل مل چکی تھی، لہٰذا وہ یہاں کے تہواروں، لوک گیتوں، رسوم ورواج سے بھی متن کو سجاتے اور

Tarjihaat جولائی ۔اگست ۔ستمبر ۲۰۲۶ ترجیحات ISSN: 2583-0082
Volume: VII July, Agust. Sept 2026 Online Research Jornal
Issue: VII,VIII,IX

سنوارتے ہیں۔ وہ جب بھی کسی علاقے گاؤں کا تذکرہ کرتے ہیں وہ وہاں کے تہذیبی ثقافتی اور رسمی مزاج کے حامل عناصر کا بھی کہیں نہ کہیں اشارتاً یا وضاحتً ذکر کرتے ہیں۔ جس سے قاری اس علاقے کے گیتوں ثقافتی رسومات سے مانوسیت حاصل کرتا ہے۔

اماں آڑو جامن گلے دھرے
اماں میں نہیں کھاؤں میری ماں
اماں دھانی جوڑا سلا دھرا
اماں میں نہیں پہنوں میری ماں
اماں ساجن ڈولا لئے کھڑا
اماں میں نہیں جاؤں میری ماں
دیکھو شام نہیں آئے، گھیری آئی بدری
ایک تو کالی رات اندھیری برکھا برسے بیری بیری 47؎

کیا تمہیں یقین آوے گا کہ اب کے ساون میں پکوان کے نام ایک پھلکی میرے منہ میں نہیں گئی ۔ایسا نہیں ہے کہ گھر میں کڑھائی نہ چڑھی ہو۔ ارے ویسے تو اب کاہے کا ساون رہ گیا ہے۔ اب تو سارا ساون بھادوں تمہاری پھوپھیا کی آنکھوں میں سمٹ آیا ہے۔۔۔ 48؎

داستانوی، دیومالائی، جاتک اور اساطیری اسلوب:

انتظار حسین کو اگر داستانوی لب و لہجے کا مجدد کہا جائے بے جا نہ ہوگا۔ انتظار حسین کے اسلوب کی ایک اہم خصوصیت جو انہیں دیگر قلم کاروں سے ممیّز کرتی ہے وہ دیومالائی اسلوب ہے ۔انتظار حسین کے فکشن میں اکثر ہمیں دیومالائی ،داستانوی، اساطیری، اسلامی اور بودھ جاتکوں کہانیاں نیز مافوق الفطرت واقعات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جس کے تعلق سے انتظار حسین نے خد ایک انٹریو میں کہا تھا کہ ہمارے اجتماعی شعور کو زیادہ مناسب داستانوی طرز اسلوب بھاتا ہے بنسبت مغرب کی کوئی جدید تکنیک کے اسکی بنیادی وجہ داستانوی اسطوری دیومالائی طرز کہانی ہماری تہذیب و ثقافت کا حصہ رہی ہے اس سے پہلو تہی برتنا گویا اپنی ہزاروں سالہ تہذیب و ثقافت ریت رواج کو روند کر ماضی بریدہ ہونے کے مترادف ہے جس کا لازمی نتیجہ افرد کے شناختی بحران کی صورت میں ہوگا۔ اس ضمن میں اویس الحسن لکھتے ہیں:

"انتظار حسین کی انفرادیت یہ ہے کہ انھوں نے ان سب عوامل کے ساتھ افسانہ کو داستانوی رنگ سے چکاچوند کر کے اسے پڑھنے کے ساتھ ساتھ سننے کی شے بھی بنادیا اور داستان کے اسلوب کی تجدید کردی"۔49

انتظار حسین حال کے کسی بھی واقعے کو ماضی میں جوڑ اد یکھ کر داستانوی دیومالائی طرز میں پیش کرتے ہیں گویا انسان پھر سے ماضی کے ان دھندلکوں میں کھو کر حال کے منظر کو دیکھتا ہے۔

یہ کہ کر بدھ دیوجی چپ ہو گئے لمبے سمے چپ رہے تو بھکشو دبدا میں پڑ گئے کہ کہیں پھر چپ ہونے کا سمے تو نہیں آگیا۔جب دانا چپ ہو جائیں گے اور جوتے کے تسمے باتیں کریں گے یہ جوتے کے تسموں کے باتیں کرنے کا وقت ہے50

پھوپھی اماں، جان عالم تو آدمی تھا۔بندر کیسے بن گیا۔ عقل پہ پتھر جو پڑ گئے تھے۔بخت مارے کو عقل آئی بھی تو بندر بننے کے بعد آئی۔ پھر تو اس نے ایسی تقریر کی کہ کیا کوئی آدمی کرے گا ۔مغز سے اتار اتار کے ایسی ایسی باتیں کی کہ دنیا دنگ رہ گئی۔51

ساختی متوازیت(constructional parallelism)

ساختی متوازیت وہاں پر دیکھا جا سکتا ہے جہاں پر دو یا دو سے زائد جملوں کے اجزا نحوی ساخت کے اعتبار سے متوازی (parallel)یعنی برابر ہو ساختی متوازیت جزوی partial بھی ہو سکتی ہے اور کُلی بھی مرزا خلیل احمد بیگ ساختی متوازیت کے تعلق سے رقم طراز ہیں:

"ساختی متوازیت میں بالعموم الفاظ اور حروف (حروفِ عطف۔حروف ربط وغیرہ) کی تکرار پائی جاتی ہے۔ لیکن خالص ساختی متوازیت کا انحصار ان چیزوں پر نہیں ہوتا بلکہ جملوں یا فقروں کی نحوی سانچوں اور شکلوں کی تکرار پر ہوتا ہے۔"52

انتظار حسین کے فکشن میں یہ اسلوبی خصوصیت بدرجہ اتم موجود ہے۔ جس سے صرفِ نظر کرنا محال ہے۔وہ اس قدر دلکشی کے ساتھ((Constructional parallelism)اختراکرتے ہیں جو قاری کو متاثر کئے بنا نہیں رہتا۔ان کے یہاں ساختی متوازیت کے مختلف پہلوؤں خواہ وہ جزوی ہو یا کلی واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔ ملاحظہ ہو متون سے چند مثالیں:

بی اماں! ہابیل قابیل کا بھائی تھا؟

ہاں بیٹے! ہابیل قابیل کا بھائی تھا۔

Tarjihaat جولائی۔اگست۔ستمبر ۲۰۲۶
Volume: VII July, Agust. Sept 2026
Issue: VII,VIII,IX
ترجیحات
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal
WORLD URDU RESEARCH & PUBLICATION CENTRE
WURNP

پھر ہابیل کو قابیل نے قتل کیوں کیا؟

ڈوباخون جو سفید ہو گیا تھا۔

جانے بھی دو سعادت کی ماں۔اس کا فعل اس کے ساتھ۔ہمارا فعل ہمارے ساتھ ۔53

عکس متوازیت(chiasmus)

یہ parrellel constructionساختی متوازیت کاالٹ ہے۔یہ ایک ایسی اسلوبی خصوصیت ہے جہاں پر دو متواتر جملے یاان کے اجزاایک دوسرے کی تقلیب ہو یاالٹ ہو تواسے عکس متوازیت(Chiasmus) کہتے ہیں۔اس میں نحوی سانچوں کے ساتھ ساتھ الفاظ تراکیب اور جملوں میں بھی تبدیلی رونما ہو جاتی ہے۔نثری اسلوب کی یہ ایک اہم خصوصیت ہے۔ماہر اسلوبیات katie walesعکس متوازیت کے تعلق سے رقم طراز ہے:

Chaismus is a Rhetorical term to describe a construction involving the repetion of words or elements in reverse order (ab:ba) also known as antimetabole .It is often used for witty or Aphoristic Effect۔54

انتظار حسین کے یہاں یہ اسلوبی خصوصیت ناول میں کئی مقامات پر بدیہی طور پر مشاہدہ کی جاسکتی ہے۔متون ملاحظہ ہو:

''جانتے ہو کہ بابافرید نے کلیر والے خواجہ سے کیا فرمایا تھا؟نہیں جانتے ہو تو سنو۔55

اصل میں عشق میں کامیابی ہی اسکی ناکامی ہوتی ہے۔۔56

ادھر اہل مغرب آسمان پر کمندیں ڈال رہے ہیں۔۔ادھر ہم قعر مذلت میں دھنستے چلے جارہے ہیں ۔57

شماریتEnumeration

انتظار حسین کے اسلوب کی ایک خصوصیت شماریت(enumeration) بھی ہے۔یہ دراصل علم بدیع کی Rheotrical Deviceکی ایک اصطلاح ہے۔بقول مرزا خلیل احمد بیگ ''یہ بیان کا ایک طرز ہے جس میں مختلف اشیاء یا افعال(Actions)کاایک ایک کر کے نام گنا جاتا ہے،جس سے ایک لفظی زنجیرlexical chainسی بن جاتی ہے اس سے جملے کی نحوی ترتیب میں کوئی فرق نہیں آتا۔جن اشیاء کا ایک ایک کر کے نام لیا جاتا ہے وہ بالعموم ایک ہی زمرے یا قبیل سے

تعلق رکھتے ہیں اور ان میں ایک قسم کا معنیاتی ربط پایا جاتا ہے اور یہ کسی بھی طرح تسلسل بیان کو مجروح نہیں ہونے دیتا۔ متون میں دیکھئے:

۔۔۔پہلے تمہارے فاتحین آئے اور اس زور و شور سے آئے کہ ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے یہاں کی زمین ہل گئی۔ اور تلواروں کی جھنکار سے فضا گونج اٹھی۔ پھر سیاسی رہنما نمودار ہوئے اور انہوں نے اپنی گھن گرج دکھائی۔ بابر، اکبر، شہجہان، اورنگ زیب، پھر سرسید احمد خان، محمد علی جناح ۔۔۔۔۔58۔

زبان کا کھلا پن:

انتظار حسین کے یہاں دونوں ناولوں میں کئی جگہوں پر زبان کا کھلا پن دیکھنے کو ملتا ہے۔ متن کی قرات سے یوں محسوس ہوتا ہے موصوف منٹو کے اسلوب کے بہت زیادہ قریب ہو کر ان کی تقلید کر رہے ہیں اگرچہ زبان کا ایسا استعمال بعض اوقات قصے کی ضرورت بنتا ہے۔ انتظار حسین ایسے مواقع پر آنکھ نہیں چراتے جہاں پر قلم کو آزاد چھوڑنے کی ضرورت پڑتی ہے موصوف صاف صاف موقع و محل کے اعتبار سے زبان کا کھلا استعمال کرتے ہیں ۔ اگرچہ معاشرہ ایسی زبان کو غیر ادبی قرار دے کر تسلیم نہیں کرتا لیکن جب ادیب کو حقیقت کی تصویر کشی کرنی ہو تو وہ معاشرتی بیڑیوں کو بالائے طاق رکھ کر زبان کا کھلا استعمال کرتا ہے ۔ جس کا بدیہی مشاہدہ ہمیں انتظار حسین کے ناولوں میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ متن میں دیکھئے:

لورین سے گھر جاتے ہوئے میں نے مزید مردانہ جرات کا مظاہرہ کیا۔ گاڑی چلاتے چلاتے ایک ہاتھ وھیل سے ہٹایا اور اس کے برہنہ بازوؤں پر رکھ دیا۔ اس مردانہ جرات پر اس نے کوئی داد نہیں دی حوصلہ شکنی بھی نہیں کی۔ بازو کو سہلاتا ہوا میرا ہاتھ شانے پر گیا، شانے کا سفر کرتا ہوا جب سینے کی طرف بڑھنے لگا تو اس کی طرف سے ہدایت جاری ہوئی۔59۔

شانوں سے پھسلواں بازوؤں پر، پھر میں نے آہستگی اور نرمی سے اس اُمنڈتے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ ۔اس نے متانت سے نظریں اُٹھائیں، مجھے دیکھا۔ ''میں نے تم سے کیا کہا تھا؟'' میرا ہاتھ اس نرمی

اور گرمی میں اسی طرح پیوست رہا۔ ہم ایک دوسرے کو تکے جارہے تھے۔ میں انیسہ کے اور قریب سرک آیا۔ میرے ہونٹ اس کے شاداب ہونٹوں کی طرف بڑھنے لگے۔۔۔۔۔۔60؎

اشعار کا استعمال:

انتظار حسین کی ایک اور اسلوبی خصوصیت اشعار اور گیتوں کا شعوری استعمال ملتا ہے۔ موصوف نے متن میں اشعار کا استعمال موقع و محل کے تقاضوں کے عین مطابق کیا ہے جس سے معنوی گہرائی، متنی حرکیت، متن کے جمالیاتی حسن کے ساتھ ساتھ بین المتونی عمل سے بھی گزرتا ہے یہ طرز نگارش نہ صرف تخلیق کار کی فنی پختگی کا بین ثبوت ہے بلکہ قاری بھی ابتدا تا انتہا متن کے جزو مدر میں برابر شامل رہتا ہے۔ انتظار حسین نے نہ صرف کرداروں کے ذریعے ذاتی اشعار ادا کیے ہیں بلکہ بعض اوقات دوسرے شعراء کے اشعار سے بھی متن کو زینت بخشی ہیں۔ پیش ہے متون سے چند مثالیں:

رات بھر لیلیٰ پڑی رہتی ہے یوں
اپنے پہلو میں دبائے دردِ دل
دردِ دل بھی کیا کوئی معشوق ہے
جس کو دیکھو مبتلائے دردِ دل 61؎
دردمندوں میں دم نہیں اب خیر مانگو جان کی
اے ظفر! بس ہو چکی شمشیر ہندوستان کی 62؎

مقفیٰ اور مردّف عبارت:

انتظار حسین کے یہاں مقفیٰ عبارت کئی مقام پر دیکھی جاسکتی ہے۔ اگرچہ یہ عمل محض لفظی شعبدہ گری نہیں ہے، بلکہ متن کی فضا اور کہانی کی ترتیب کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ قافیائی تکرار ہونے سے ایک طرح کی لے یا نغمگی (rythem) ہوتی ہے جس سے بعض اوقات کوئی خیال یا تاثر ابھر بن کر قاری کی توجہ اپنی جانب مبذول کرتا ہے۔ متون سے مثالیں دیکھئے:

اور ادھر ملکہ نے طوطے کی گردن مروڑ پنجرا باہر نکالا، بندر سوداگر کی گود میں لیٹ طوطے کے قالب میں پرواز کر آیا۔ طوطا پھڑکا، ملکہ کا خوشی سے دل دھڑکا۔ پنجرہ اندر سے کھینچ لیا۔ سب نے متفق ہو یہی کہا، بسکہ بندر عقیل تھا۔۔۔63؎

Tarjihaat جولائی ۔اگست ۔ستمبر ۲۰۲۶
Volume: VII July, Agust. Sept 2026
Issue: VII,VIII,IX
ترجیحات
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

گٹلی جگدیش کے نکلی، پھر پنڈت ہر دیال کے نکلی، پھر مصراجی کی نکلی۔ پھر لوگوں کے نکلتی ہی چلی گئی۔ جنازہ ایک گھر سے نکلا، پھر دوسرے گھر سے نکلا۔ پھر گھر گھر سے نکلا۔64؎

بہر حال، انتظار حسین کے فن کو اسلوبیاتی تنقید کے آئینے میں پرکھنا ادبی تنقید میں ایک اہم اضافہ ثابت ہو سکتا ہے۔ مذکورہ بالا اسلوبیاتی خصائص ان کے صاحبِ طرز ادیب ہونے پر دلالت کرتے ہیں، اور یہی اوصاف انہیں اپنے منفرد اسلوب کے باعث دیگر صاحبِ طرز ادیبوں سے ممتاز کرتے ہیں۔ ان کے ناولوں میں مذکورہ خصوصیات کے علاوہ بھی کئی اسلوبیاتی جہات موجود ہیں، تاہم مقالے کی طوالت کے پیشِ نظر ان کا ذکر یہاں حذف کیا جا رہا ہے۔

NAME : KAMRAN NABI SOFI
RESEARCH SCHOLAR : SHAIKH UL ALAM CENTER FOR MULTIDISCIPLINARY STUDIES UNIVERSITY OF KASHMIR
PIN CODE :190011
PHONE:9149653538
EMAIL :KAMRANNABI19@GMAIL .COM

حوالہ جات

1. فاروقی، شمس الرحمن ، شعر ، غیر شعر اور نثر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی ، ۲۰۰۵، ص ۲۰۵
2. خان، نصیر احمد ، ادبی اسلوبیات، مکتبہ جدید، نئی دہلی، ۲۰۰۰، ص ۸-۹
3. بیگ، خلیل احمد ، تنقید اور اسلوبیاتی تنقید ، قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، نئی دہلی ، ۲۰۰۵
4. گوپی چند نارنگ، مضمون، انتظار حسین کا فن، عالمی اردو ادب، دسمبر ، ۲۰۱۶، ص ۲۶۹
5. انتظار حسین ، بستی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی ، ۲۰۱۹، ص ۸
6. انتظار حسین، بستی ، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی ، ۲۰۱۹، ص ۲۱
7. انتظار حسین ، آگے سمندر ہے ، مکتبہ جامعہ، دہلی، ۲۰۱۱، ص ۸
8. انتظار حسین، بستی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی، ۲۰۱۹، ص ۸۶

Tarjihaat
Volume: VII
Issue: VII,VIII,IX
جولائی۔اگست۔ستمبر ۲۰۲۶
July, Agust. Sept 2026
ترجیحات
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

9. انتظار حسین ، بستی،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئ دہلی ، ۲۰۱۹، ص۱۱
10. انتظار حسین، آگے سمندر ہے، مکتبہ جامعہ، دہلی، ۲۰۱۱، ص۔٦٦
11. انتظار حسین، بستی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئ دہلی ، ۲۰۱۹، ص۵۷
12. انتظار حسین، آگے سمندر ہے ، مکتبہ جامعہ ، دہلی، ۲۰۱۱، ص۔٦٩
13. انتظار حسین ، بستی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئ دہلی، ۲۰۱۹، ص۔ ۱۲۲
14. انتظار حسین، بستی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئ دہلی، ۲۰۱۹، ص۸
15. انتظار حسین، بستی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئ دہلی، ۲۰۱۹، ص۔ ۱۱
16. انتظار حسین، آگے سمندر ہے ، مکتبہ جامعہ، دہلی ، ۲۰۱۱، ص۔ ۱۴
17. انتظار حسین ، بستی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئ دہلی، ۲۰۱۹، ص۷
18. انتظار حسین، آگے سمندر ہے ، مکتبہ جامعہ، دہلی، ۲۰۱۱، ص ٦٦
19. رضی عابدی، تین ناول نگار، کتابی دنیا، نئ دہلی، ۲۰۰٦، ص ۹۹
20. انتظار حسین، بستی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئ دہلی، ۲۰۱۹، ص ۲۲۹
21. انتظار حسین ، آگے سمندر ہے ، مکتبہ جامعہ ، دہلی، ۲۰۱۱، ص۔ ۸۲
22. انتظار حسین، بستی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئ دہلی ، ۲۰۱۹، ص ۱٦۲
23. انتظار حسین ، بستی، نقش اول کتاب گھر ، لاہور ، ۱۹۷۹، ص۲۷
24. انتظار حسین، آگے سمندر ہے ، مکتبہ جامعہ، دہلی، ۲۰۱۱، ص۲٦۵
25. انتظار حسین ، بستی، نقش اول کتاب گھر ، لاہور ، ۱۹۷۹، ص ۱۸۴
26. انتظار حسین، آگے سمندر ہے ، سنگ میل پبلکیشنز، ۱۹۹۸ء، صفحہ ۔ ۹۹
27. انتظار حسین ، بستی، نقش اول کتاب گھر ، لاہور ، ۱۹۷۹، ص۳۰۸
28. انتظار حسین، بستی ، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئ دہلی ، ۲۰۱۹، ص۹ ،
29. انتظار حسین ، بستی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئ دہلی ، ۲۰۱۹، ص۱٦
30. انتظار حسین، بستی ، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئ دہلی، ۲۰۱۹، ص ۷۰
31. انتظار حسین، بستی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئ دہلی ، ۲۰۱۹، ص۱۲٦

Tarjihaat
Volume: VII
Issue: VII,VIII,IX
جولائی ۔اگست ۔ستمبر ۲۰۲۶
July, Agust. Sept 2026
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

32. انتظار حسین، بستی،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی،۲۰۱۹، ص ۱۲۱
33. انتظار حسین،آگے سمندر ہے ، مکتبہ جامعہ،دہلی،۲۰۱۱،ص۔۵۵
34. انتظار حسین ، آگے سمندر ہے،مکتبہ جامعہ،دہلی، ۲۰۱۱، ص۵۹
35. انتظار حسین، بستی ، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی ، ۲۰۱۹، ص۱۱۶
36. انتظار حسین،بستی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی ، ۲۰۱۹، ص ۱۳۳
37. انتظار حسین،آگے سمندر ہے ، مکتبہ جامعہ،دہلی،۲۰۱۱،ص ۴۲
38. انتظار حسین،آگے سمندر ہے،مکتبہ جامعہ،دہلی، ۲۰۱۱، ص۸
39. انتظار حسین،بستی ، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی،۲۰۱۹،ص۱۵۵
40. انتظار حسین، بستی،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی ، ۲۰۱۹، ص ۶۸
41. انتظار حسین ، بستی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی ، ۲۰۱۹، ص۷۶
42. انتظار حسین ، بستی ، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی ، ۲۰۱۹، ص۱۰۵
43. انتظار حسین ، آگے سمندر ہے،مکتبہ جامعہ،دہلی،۲۰۱۱، ص۔ ۲۵۰
44. انتظار حسین،بستی ، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی ، ۲۰۱۹، ص ۱۷۵
45. انتظار حسین،بستی،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی ، ۲۰۱۹، ص۔ ۸۵
46. انتظار حسین،آگے سمندر ہے ، مکتبہ جامعہ ، نئی دہلی، ۲۰۱۱، ص ۶۵
47. انتظار حسین،بستی،سنگ میل پبلکیشنز،طبع دوم،لاہور،۱۹۸۴،ص ۲۸۹
48. انتظار حسین ، آگے سمندر ہے ، مکتبہ جامعہ،نئی دہلی،۲۰۱۱،ص ۸۰
49. اولیس الحسن،داستان سے بچھڑا ہوا آدمی ، مشمولہ سہ ماہی ادبیات، اکادمی ادبیات ، لاہور،شمارہ نمبر ۱۱۱ ، جون ۲۰۱۷، ص ۔415
50. انتظار حسین، بستی ، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی ، ۲۰۱۹، ص۲۴۵
51. انتظار حسین، آگے سمندر ہے ، مکتبہ جامعہ،نئی دہلی ، ۲۰۱۱، ص ۲۶۶
52. بیگ، خلیل احمد،تنقید اور اسلوبیاتی تنقید ، قومی کونسل برائے فروغ اردو، نئی دہلی،۲۰۰۵،ص ۱۱۲
53. انتظار حسین،آگے سمندر ہے،مکتبہ جامعہ،نئی دہلی،۲۰۱۱،ص۵۷

Tarjihaat جولائی ۔اگست ۔ستمبر ۲۰۲۶
Volume: VII July, Agust. Sept 2026
Issue: VII,VIII,IX
ترجیحات
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

.54 .Katie wales,A Dictionary of stylistics long man London and newyork ,1989.p.62

.55 انتظار حسین، بستی،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،نئی دہلی ، ۲۰۱۹، ص۲۲۳

.56 انتظار حسین، آگے سمندر ہے ، مکتبہ جامعہ،نئی دہلی ،۲۰۱۱، ص ۳۴

.57 انتظار حسین،آگے سمندر ہے،مکتبہ جامعہ ، نئی دہلی،۲۰۱۱، ص۔ ۱۶۵

.58 انتظار حسین ، بستی،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی ، ۲۰۱۹، ص ۱۴۲

.59 اانتظار حسین،بستی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی ، ۲۰۱۹، ص۹۹

.60 انتظار حسین، بستی،سنگ میل پبلشرز،لاہور ، ۱۹۸۴، ص ۱۸۴

.61 انتظار حسین ، بستی،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی،۲۰۱۹،ص ۲۰

.62 انتظار حسین،بستی،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،نئی دہلی،۲۰۱۹،ص ۱۸۴

.63 انتظار حسین،آگے سمندر ہے،مکتبہ جامعہ ، نئی دہلی، ۲۰۱۱، ص۲۶۶

.64 انتظار حسین،بستی،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی ، ۲۰۱۹، ص ۱۵